

خوف کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے!

مصیبت... خوف... یہ ترقی کی خواہش کو تباہ کر سکتا ہے اور کامیابی کے تمام عناصر کو جامد کر سکتا ہے، جس سے انسان کی ذہنی اور جسمانی سرگرمی کی سطح کم ہو جاتی ہے۔ اس کے مضر اثرات انسان کی تمام سرگرمیوں اور طرز عمل میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔ خوف کیا ہے؟ کیا یہ ایک احساس ہے؟ ایک خواہش؟ ایک عادتاً پیدا ہونے والی جبلت؟ یا پھر یہ ذہن میں تخلیق ہونے والا ایک فریب ہے؟ کیا یہ دونوں چیزیں ہو سکتی ہیں؟ اور ہم کیسے جانیں کہ ایک چیز کیا ہے اور دوسری کیا؟ ہم اسے کیسے شکست دیں؟ ہم اپنے دماغ کو کیسے تربیت دیں کہ ہم وہ دیکھیں جو ہمیں کرنا ہے، بجائے اس کے کہ ہم صرف اپنے احساسات سے مفلوج ہو جائیں؟

کبھی کبھی ہمیں ایسا لگتا ہے جیسے ہم اپنی جگہ پر ٹھہر گئے ہیں، جیسے ہمارے قدم زمین میں گر گئے ہوں، اس خوف کی وجہ سے کہ کیا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ ہمارے اندر تبدیلی لانے اور اقدام کرنے کی شدید خواہش ہوتی ہے۔ کئی باصلاحیت افراد، جو اس اندرونی قوت پر بھروسہ کر کے زندگی میں ایک نمایاں مقام حاصل کر سکتے ہیں اور جن میں اپنے ذہن سے خوف نکالنے کی کافی طاقت ہوتی ہے، ابتدائی قدم نہیں اٹھاپاتے کیونکہ ان میں مطلوبہ ہمت کی کمی ہوتی ہے۔

نتیجتاً، وہ ترقی کی سیڑھی نہیں چڑھ پاتے اور ان کی صلاحیتیں ہمیشہ کے لیے کمزور پڑ جاتی ہیں۔ بعض عادات کو فوری طور پر ختم نہیں کیا جاسکتا۔ ان عادات کو آہستہ آہستہ ختم کرنا چاہیے تاکہ یہ دریافت ہو سکے کہ خوف اور پریشانی کسی مثبت نتیجے کا باعث نہیں بنتی، اور یہ کہ ہر مشکل کے لیے سوچ سمجھ کر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ پھر اسے چاہیے کہ اپنے دل کے باغیچے میں بے جا پریشانیوں کے بجائے امید اور اعتماد کے پودے لگائے۔ جو شخص لاپرواہی اور خوف سے آزاد ہوتا ہے، وہ ہمت کی خوبی کا مالک بن جاتا ہے۔

جب کوئی واقعہ حقیقت میں پیش آتا ہے تو یہ اسے منفی انداز میں متاثر نہیں کرتا۔ اس کے برعکس، اگر کوئی شخص زندگی کی مشکلات کا سامنا کرنے کے لیے تیار نہ ہو، تو جیسے ہی ان میں سے کوئی ایک مشکل پیش آتی ہے، یہ اس کے لیے ایک شدید اور تباہ کن صدمہ ثابت ہوتی ہے۔ زندگی کی حقیقتوں سے غفلت اور عدم توجہ، تکلیف دہ واقعات کے اثرات کو بڑھا دیتی ہے اور انہیں حد سے زیادہ ہولناک اور جان لیوا بنا دیتی ہے۔ کئی مفید اور تخلیقی خیالات اور اختراعی سوچیں، جو کچھ افراد کے ذہن میں آتی ہیں، کبھی ان کی ذاتی سوچوں کی سرحدوں کو عبور نہیں کرتیں کیونکہ خوف اور ہچکچاہٹ انہیں آگے بڑھنے سے روکتی ہیں، جیسے کوئی شخص خود پر بھروسہ نہ کرے۔

ہمت کی تخلیقی قوت کے اثر سے شک و شبہات اندرونی سکون اور اعتماد کو جنم دیتے ہیں۔ ہم اس "ہمت" کو کیسے حاصل کریں؛ ہمت مند بننے کے لیے، اور ذہن میں پیدا ہونے والے خوف کی زنجیروں سے آزاد ہونے کے لیے، ہمیں ایک ایسا طریقہ ڈھونڈنا ہو گا جو یا تو خوشی پیدا کرے یا اس سے بھی زیادہ بڑے خوف کو دریافت کرے۔ مسلمانوں کی حیثیت سے ہماری خوشی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو راضی کرنے میں ہے، اپنے آپ کو بہترین انداز میں پیش کرنے اور اپنی حدود سے آگے بڑھنے میں ہے۔

یاد رکھیں کہ دنیا کی وہ خوشیاں، جنہیں ہم قربان کرنے سے ڈرتے ہیں، آخرت کی نعمتوں کے سامنے کچھ بھی نہیں ہیں۔ یہ نظریہ ہمیں تبدیلی کی طرف مائل کر سکتا ہے، اس اجر کی امید میں جو ہمارے انتظار میں ہے۔ کبھی کبھی یہ ہمیں آگے نہیں بڑھنے دیتا۔ ہم اس دنیا کی طرف، اس کی خوشیوں اور اپنے آرام کے دائرے کی طرف کھینچے ہیں۔ تب ہمیں اس گہرے درد کو یاد رکھنا چاہیے۔ وہ درد جو عمل نہ کرنے میں ہے، جو بس تماشائی بن کر رہنے میں ہے۔ وہ درد جو ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہم تبدیلی لا سکتے ہیں، پھر بھی بے بسی سے تماشائی بنے کھڑے رہتے ہیں، اپنے ہی ذہن میں تخلیق کردہ حالات کے قیدی بن کر۔

ہمیں آخرت کے درد کو یاد رکھنا چاہیے۔ وہ عذاب جو ہمارا منتظر ہے۔ وہ درد جو ہمیں یہ یاد دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے اور ہم اسے پورا نہیں کر رہے ہیں۔ جہنم کے درد کو یاد کریں۔ ہمیں ان زنجیروں کو توڑنا ہوگا، ہمیں وہ خوف ڈھونڈنا ہوگا جو ہمیں اور بھی زیادہ ڈرا سکے۔ ہمیں دنیاوی خوف کو آخرت کے خوف کے سامنے چیلنج کرنا چاہیے۔

اسلام میں خوفِ خدا کی تعلیمات دراصل اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ انسان کو اپنے طرزِ عمل کے بارے میں فکر مند رہنا چاہیے۔ اس قسم کا خوف نقصان دہ نہیں بلکہ فائدہ مند ہے، کیونکہ یہ انسانی کردار کے پورے دائرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ غلطی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے نقصانات کا خوف، انسان کی احتیاط اور بیداری کے احساس کو بڑھاتا ہے۔ یہ نقصان دہ خواہشات کو کنٹرول میں لاتا ہے اور انسان کو نظم و ضبط والا اور پرامن بناتا ہے۔ یہ خوف ہمت کو پروان چڑھاتا ہے۔

جب کوئی شخص اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اور اس کی لامحدود شفقت پر بھروسہ کرتا ہے، لیکن اپنے اعمال کے نتائج کے حوالے سے کسی قسم کے خوف و ہراس کا سامنا نہیں کرتا، تو اس سے بے اصول اور غیر ذمہ دارانہ رویہ پیدا ہو سکتا ہے، جو مختلف برائیوں کا سبب بنتا ہے۔ وہ شخص جو اپنے طرزِ عمل کے بارے میں محتاط نہیں ہوتا اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بخشش اور رحمت پر پوری امیدیں باندھتا ہے، بغیر کسی پریشانی کے نامناسب اعمال کر سکتا ہے اور پھر بھی امید میں رہتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس کا پورا کردار اور عادات گناہوں میں ڈوب جائیں جبکہ اس کی امیدیں برقرار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دینی تعلیمات میں انسان کے لیے بہترین حالت وہ ہے جس میں وہ خوف اور امید کے درمیان ہو: یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے احتیاط کے ساتھ آگے بڑھے۔

﴿ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ﴾

"اللہ سے اس کے بندوں میں سے صرف وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔ [35:28]"

آج ہم ایک ایسے دور میں جی رہے ہیں جو ہمیں توازن قائم کرنے کی ضرورت کا سامنا کرتا ہے، چاہے وہ وقت کا توازن ہو، ذمہ داریوں کا، یا خیالات کا۔ لیکن ہر دور کی طرح، ہمارے لیے ہدایت چھوڑی گئی ہے، الحمد للہ۔ جب تک ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہتے ہیں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کبھی اپنا سہارا نہیں چھوڑیں گے، کبھی ہمیں بھٹکنے نہیں دیں گے۔ صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مرضی اور قوت سے ہی ہم دنیا کی زنجیروں سے آزاد ہو سکتے ہیں۔ آخر میں، ہم سبحانہ و تعالیٰ کے سپرد ہیں۔